OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0176, PP: 272-292

آزاد کشمیر شرعی نظام قضاء اور قاضی بشیر احمد کی علمی خدمات

Sharai Nizam e Qaza in A.J & Kashmir and academic contributions of Qazi Bashir Ahmad

Published: 01-06-2022
Accepted: 15-05-2022
Received: 31-12-2021

Abdul Qayyum
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra
Email: aqq707muz@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-3127-7809

Prof. Dr. Syed Azkia Hashimi
Chairman Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra
Email: azkiahashimi@gmail.com
https://orcid.org/0000-0003-3722-3518

Abstract

This article presents the life and work of an extraordinary researcher, Qazi Muhammad Bashir, who worked vigorously all through his life for advancing the idea of carrying lessons of Islam to the lives of individuals both at the individual level and at the level of implementation by the public authority of the day. To invest his effort in a contextual setting, brief biographical data about him and his family is given at the start. The effort is made to point toward his educational career, exposure, or more all towards the cycle through which he got professional greatness. Subsequently, the whole effort for the establishment of Sharai Nizam e Qaza in Azad Jammu and Kashmir is provided in sequential order. Here one can find for himself/herself the subtleties, particularly the question, How and why Qazi Bashir Ahmed was instrumental in carrying this idea to reality? is addressed at some length. Here we likewise attempted to feature different challenges faced by him and his group and accentuation is being given to the way that albeit the public authority of the day was on the side of the whole plan however this accomplishment was impractical without him showing character and skill. In the last segment of this article, a concise record of his professional brilliance and his academic contribution is given with a quick reference to his precious publication "Ta'zeerat e Islam" vol. 1,2 and 3.

Key Words: *Qazi Bashir Ahmad, academic contributions, Sharai Nizam e Qaza, Ta'zeerat e Islam.*

CC BY

قاضی بشیر احمدؒ، سیرت و تعارف

قاضی بشیر احمدؒ 17 اگست 1942ء کو کفل گڑھ (باغ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محمد عبداللہ کفل گڑھی علاقے کی معروف شخصیت تھے۔ آپ کے بچپن میں ہی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ ابتدائی تعلیم کے مراحل کفل گڑھ سے ہی طے کئے۔ آزاد جموں کشمیر تعلیمی بورڈ میرپور سے میٹرک کے امتحان کی سند باقاعدہ طالب علم کی حیثیت سے حاصل کی۔[1]

آپ نے اپنے برادر نسبتی مولانا امیر الزمان[2] کی تجویز پر دینی تعلیم کی تحصیل شروع کی۔ پہلے دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری پھر ایشیا کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم کراچی سے سند الفراغ حاصل کی۔ مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ سے براہ راست اکتساب علم کا موقع ملا اور تخصّص فی الفقہ والافتاء میں امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی اور مفتی اعظم کی زیر سرپرستی درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی شروع کی اور تین سال تک دارالعلوم کراچی میں مختلف حیثیتوں سے خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو حکیم محمد اخترؒ نے خلافت سے بھی نوازا تھا۔ رواں دواں فیصلہ لکھنے والے اور صائب الرائے تھے۔[3]

حکومت آزاد کشمیر نے جب شرعی نظامِ قضاء کی خاطر اقدامات کرنے شروع کئے تو اس سلسلہ میں دینی حلقوں سے راہنمائی اور اہل علم کی خدمات حاصل کرنے کے لئے سرکاری سطح پر مہتمم دارالعلوم کراچی مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو خط لکھا گیا اور ادارہ کے اسلامی قانون فقہ میں مہارت رکھنے والوں کی خدمات آزاد حکومت کو دینے کی درخواست کی گئی۔[4] اس کے جواب میں مولانا مفتی محمد شفیع نے خط میں آپ کی علمیت کی توثیق کرتے ہوئے حکومت آزاد کشمیر کو مفتی بشیر احمدؒ جیسے جلیل القدر عالم کی خدمات لینے کا مشورہ دیا[5]۔ دارالعلوم کراچی سے فراغت کے بعد وہاں ہی مدرس تعینات ہوئے۔ بعدازاں محکمہ قضاء میں بطور مفتی ملازمت کا آغاز کیا اور ضلع قاضی کے منصب سے ریٹائرڈ ہوئے۔[6]

آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کے نفاذ اور فوجداری عدالتوں (شرعی نظامِ قضاء) کے قیام کے بعد انہی مفتیان کو حکومتِ وقت کے فرمان مجریہ زیر نمبر انتظامیہ /3471-75/79 مورخہ 25-3-1975ء سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے تحت تحصیل مفتی کے عہدے سے ترقی یاب کرکے بطور تحصیل قاضی مختلف تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں تعینات کر دیا گیا۔[7]

1970ء میں آزاد کشمیر میں ہونے والے انتخابات میں سردار محمد عبدالقیوم خان اور ان کی جماعت آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس نے کامیابی حاصل کی۔ قیام حکومت کے بعد بحیثیت صدر ریاست آپ نے بہت سے ایسے اقدامات کئے جن سے اسلامی معاشرے کی تشکیل کی طرف پیش قدمی ممکن ہو سکی۔[8]

اس کو عملی شکل دینے کے لئے سب سے پہلے تعزیراتی قوانین کی تشکیل کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس مسودہ کی تیاری کے لئے جن علماء کی خدمات حاصل کی گئیں ان میں سر فہرست شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف خان اور قاضی بشیر احمد تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان نے خود بھی مختلف اہل علم سے ملاقاتیں کیں جن میں ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، جسٹس حمود الرحمٰن، حفیظ پیرزادہ، سید مظفر حسین شاہ ندوی، مولانا مفتی عبدالقدوس، مولانا محمد یونس اثری، اور دوسرے بہت سے حضرات شامل تھے۔ ان ملاقاتوں میں اسلامی قوانین کی تدوین اور نفاذ کے سلسلہ میں مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔ ڈاکٹر حمود الرحمن نے مسودہ قانون دیکھ کر اسے سراہا۔[9]

بہت سے حضرات کی خواہش تھی کہ ریاست میں فوری طور پر نظام اسلام نافذ کیا جائے مگر اس میں کچھ پیچیدگیاں تھیں چنانچہ تدریجاً اس کے نفاذ کا فیصلہ کیا گیا۔ رمضان کی آمد پر رمضان احترام آرڈیننس، ادارہ جات میں باقاعدہ دروس قرآن کا آغاز،

جمعہ کی چھٹی، شلوار قمیض کو قومی لباس کے طور پر رائج کرنا، دینی تعلیم اور عربی زبان کی ترویج، سود سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اقدامات، اسی طرح دفاتر میں اُردو زبان کی ترویج اور اشاعت چند ایک وہ اقدامات تھے جو حکومت نے فوراً کر دیئے۔ ان اقدامات کو عوامی سطح پر بہت پذیرائی ملی۔ اس کے ساتھ ساتھ اقامت الصلواۃ، زکواۃ و عشر آرڈیننس، آئمہ مساجد کی تقرریاں اور ان کی باقاعدہ تعلیم وتربیت تاکہ وہ مختلف دیہات کی سطح پر لوگوں کی اصلاح وتربیت کا بندوبست کر سکیں۔[10]

اسلامی تعزیراتی قوانین کی اسمبلی سے باقاعدہ منظوری اور نفاذ سے پہلے ضروری تھا کہ تجرباتی طور پر کئے جانے والے ان اقدامات کے اثرات کا جائزہ لیا جائے چنانچہ مختلف سطح پر جو جائزہ رپورٹس سامنے لائی گئیں وہ بہت حوصلہ افزاء تھیں جن میں سر فہرست جرائم میں کمی تھی۔ جب اسلامی قوانین کا مسودہ تکمیل تک پہنچ گیا اور اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے لیا گیا تو حکومتی منظوری سے پہلے اسے اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے سامنے رکھا گیا تاکہ حکومت پاکستان کی طرف سے بھی اس کی تائید اور حمایت حاصل کی جاسکے۔ دینی حلقوں کی طرف سے خاص طور پر ان اقدامات کو بہت سراہا گیا جبکہ سیکولر طبقات دبی زبان میں اس کی مخالفت کر رہے تھے۔[11]

حکومت آزاد کشمیر نے اسلامی قوانین کو ترتیب دینے کے لئے جن علماء کی خدمات حاصل کیں ان میں شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف خان، مولانا مظفر حسین شاہ ندوی، قاضی بشیر احمد، مفتی حبیب الرحمٰن اور مفتی مقبول الرحمٰن قاسمی شامل تھے۔ نفاذ اسلامی قوانین کے سلسلہ میں یہ میٹنگ 10، 11، 12 مارچ 1974ء کو مظفرآباد میں رکھی گئی۔[12]

میٹنگ کے بعد مسودہ اسلامی قوانین کی ترتیب وتدوین اور اصلاح کے لئے قاضی بشیر احمد اور مقبول الرحمٰن قاسمی کو روک لیا گیا اور بعد از تکمیل مسودات 20 مارچ 1974ء کو فارغ کیا گیا۔13 اراکین کمیٹی نے غور وحوض کے بعد اس مسودہ قانون کی تشکیل کی اور تکمیل کے بعد حکومت کو پیش کر دیا گیا۔ حکومت کی طرف سے خواجہ محمد اقبال بٹ مشیر قانون و پارلیمانی امور کو یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کی تشکیل سے پہلے حکومت پاکستان کی جانب سے یہ طے پایا کہ اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان پہلے اسلامی قوانین اور شرعی نظام قضاء کے خاکے کا پورے طور جائزہ لے اور اس کی توثیق کے بعد اسے آزاد کشمیر اسمبلی میں پیش کیا جائے۔

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے 12 اراکین میں سے مولانا عبدالحکیم، مولانا عطاءاللہ حنیف، مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا محمد بخش مسلم نمائندگی کر رہے تھے جبکہ اس کے چیئرمین چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان جسٹس حمود الرحمٰن تھے۔ حکومت آزاد کشمیر کی طرف سے قاضی بشیر احمد کو مکتوب زیر نمبر امور دینیہ/57- 74/1356 مورخہ 11 اگست 1974 ہدایت کی گئی کہ وہ اس اجلاس میں شریک ہونے اور اس مسودہ قانون کا دفاع کرنے کے لئے 15 اگست 1974ء تک مظفرآباد پہنچ جائیں۔[14]

آزاد کشمیر کی طرف سے اس مسودہ قانون کو ترتیب دینے والی کمیٹی نے حکومت کی نمائندگی کی اور اس مسودہ قانون کا دفاع کیا جس کے سربراہ مشیر قانون و پارلیمانی امور آزاد کشمیر خواجہ محمد اقبال بٹ تھے جبکہ اراکین میں شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف، مولانا مظفر حسین شاہ ندوی، قاضی بشیر احمد اور قاضی مقبول الرحمٰن قاسمی شامل تھے۔[15]

ان حالات میں ایک قابل عمل اسلامی قانونی ڈھانچے پر سب کو اکٹھا کرنا آسان کام نہیں تھا۔ چنانچہ اسلامی قانون شہادت کے مسودہ کی تیاری کے لئے میٹنگ کا انعقاد کیا گیا اور قاضی بشیر احمد، مفتی مقبول الرحمٰن قاسمی، مفتی حبیب الرحمٰن، مفتی

عبدالعزیز عباسی اور مولوی محمد سلیمان کو اسلامی قانون شہادت کی تیاری کا کام سونپا گیا ۔اس مسودہ کی تکمیل 18، جولائی۔1974ء کو ہوئی۔ اسلامی قانون شہادت کی تدوین بھی بلا شبہ ان علمائے کرام کی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار تھا۔[16]

یہ مسودہ قانون 17 اگست 1974ء سے 29 اگست 1974ء کے درمیان تیار کیا گیا۔[17] مختلف مراحل اور مسودات کی وقتاً فوقتاً تکمیل کے بعد آخر کار ایک ایسا جامع اور قابل عمل مسودہ قانون تیار ہو گیا جسے آزاد جموں کشمیر قانون ساز اسمبلی میں با قاعدہ منظوری کے لیے پیش کر دیا گیا جسے اس وقت پورے ہاؤس نے بالاتفاق منظور کر لیا اور 4 ستمبر 1974ء کو نافذ کر دیا گیا ۔[18] اس طرح اسمبلی سے منظوری کے بعد آزاد کشمیر میں اسلامی تعزیراتی قوانین نفاذ ایکٹ 1974ء عمل میں آیا. جس کا تذکرہ سطور سابقہ میں ہو چکا ہے۔

شرعی نظامِ قضاء کے فروغ میں قاضی بشیر احمدؒ کا کردار

قاضی بشیر احمد کا شمار آزاد کشمیر کے جیّد قاضیوں میں کیا جاتا ہے ۔آپ نے نہ صرف بحیثیت قاضی اپنے فیصلوں کے ذریعے عوام الناس اور قانونی حلقوں کے اندر قدر و منزلت حاصل کی بلکہ شرعی نظامِ قضاء کے فروغ وارتقاء میں بھرپور طریقے سے اپنا کردار ادا کرتے ہوئے آزاد کشمیر کے نظام قضاء میں وہ بنیادیں فراہم کیں جن پر آج آزاد کشمیر کے شرعی نظامِ قضاء کا انحصار ہے۔آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کی تشکیل کے لئے جب کوششیں کی جانے لگیں تو اس کام کے لئے جن ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں قاضی بشیر احمد ان میں سرفہرست تھے۔

قاضی بشیر احمد نے خود کو یہیں تک محدود نہ رکھا بلکہ "اسلامی تعزیراتی قوانین" کے نام سے جامع کتاب تحریر کر کے آزاد کشمیر کے نوزائیدہ نظام عدل کو وہ آکسیجن فراہم کی جسے آج اسلامی فوجداری قوانین (شرعی نظامِ قضاء)کے حوالے کی اہم کتب میں شمار کیا جاتا ہے۔[19]

اسلامی تعزیراتی قوانین کے نام سے آپ نے بعد ازاں دو اور کتب تحریر کیں جو آپ کی زندگی میں کسی وجہ سے شائع نہ ہو سکیں یہ کتب طباعت کے عمل سے گذر کر قانون سے وابستہ حضرات طلباء اور عام قارئین کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔[20] بطور تحصیل اور ضلع قاضی اپنی خدمات اور فیصلوں سے نظام قضاء کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔[21]

قاضی بشیر احمد نے بطور تحصیل مفتی 5 نومبر 1972ء کو آزاد کشمیر کے محکمہ امور دینیہ /افتاء میں ملازمت کا آغاز کیا۔[22] بعد ازاں آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کے نفاذ اور شرعی نظامِ قضاء کے قیام کے بعد تحصیل مفتی اور ضلع مفتی کی اسامیوں کو بطور تحصیل قاضی اور ضلع قاضی ترقی یاب کر دیا گیا یوں 25 مارچ 1975ء کو آپ کی بحیثیت تحصیل قاضی تعیناتی عمل میں آئی۔[23] آپ نے بحیثیت تحصیل اور ضلع قاضی دوران ملازمت جو خدمات سرانجام دیں ان سب کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔ آپ لگ بھگ تیس سالہ مدت ملازمت مکمل کرنے کے بعد 22 جولائی 2002ء کو اپنے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔[24]

قاضی بشیر احمدؒ کی تالیفات میں سے تعزیرات اسلام کے اسلوب اور منہج کا جائزہ، شرعی نظام قضاء کے قیام کے ضمن میں علمی خدمات کے تناظر میں بذیل ہے۔

تعزیرات اسلام

تعزیرات اسلام قاضی بشیر احمد کی وہ زندہ جاوید تخلیق ہے جس نے قاضی بشیر احمد کو اپنے ہم عصر قاضیوں میں منفرد اور نمایاں مقام عطا کیا ہے اور یہ کتاب فوجداری قوانین کے حوالے سے انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ

کتاب تعزیرات کے حوالے سے قوانین اور مسائل کا بیش بہا خزانہ ہے۔[25]

آزاد کشمیر میں عدالتی نظام کو اسلامی قالب میں ڈھالنے میں قاضی بشیر احمد کے کام کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

اسلامی قوانین کی تشکیل کے لئے قائم کی گئی مسودہ ساز کمیٹی میں قاضی بشیر احمدؒ کو منتخب کیا گیا۔

آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر کی طرف سے قاضی بشیرا حمدؒ اور ان کے رفقاء نے وزیر قانون آزاد حکومت خواجہ محمد اقبال کی سربراہی میں اس مسودہ قانون کا بھرپور اور مدلل دفاع کیا اور اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے وفد کے اراکین کے تمام اعتراضات کا جواب دے کر اس مسودۂ قانون پر قائل کیا اور منظوری حاصل کی۔

اسلامی قوانین کے مسودہ کی تکمیل کے بعد اسلامی قانون شہادت کی تشکیل الگ سے ایک کام تھا جس کی تکمیل کے لئے ایک بار پھر قاضی بشیر احمد کی خدمات حاصل کی گئیں اور مختصر وقت میں اسلامی قانون شہادت کی تکمیل کا کام سپرد کیا گیا۔

تعزیرات اسلام کے نام سے کتاب کی تصنیف آپ کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے اور اس کی جلد دوم اور سوم زیر طبع اور ضخیم ہے۔

قاضی بشیر احمد، علمی خدمات، اسلوب و منہج

تعزیرات اسلام کا تعارف

قاضی بشیر احمد "تعزیرات اسلام" نامی کتاب کے مصنف ہیں جو فوجداری قوانین کی اہم کتاب کے طور پر معروف و متداول ہے۔ قاضی بشیر احمد نے اس عنوان پر کام کا آغاز 1974ء میں کیا اور 1981ء میں یہ وقیع خدمت پایہ تکمیل کو پہنچی اور پھر نظر ثانی کے مرحلے سے بھی گزری۔ یہ کتاب ناشر دائرۃ المعارف کراچی نے جمادی الاولیٰ 1401ھ بمطابق مارچ 1981ء میں پہلی بار شائع کی۔ یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے جس کا پہلا حصہ طباعت کے مراحل سے گذر کر آج حوالے کی اہم کتاب کے طور پر موجود ہے۔ اس کتاب کی جلد اول تین حصوں پر مشتمل ہے جن میں سے (اول) قوانین اسلامی میں سے سرقہ (دوم) رہزنی اور (سوم) قتل اور اس کے متعلق مسائل پر مشتمل ہے۔ تعزیرات اسلام جلد اول کی ضخامت 220 صفحات پر محیط ہے۔

تعزیرات اسلام علمائے کرام کی نظر میں

تعزیرات اسلام باقاعدہ اشاعت سے قبل ایک عرصہ تک "ماہنامہ ترجمان القرآن" لاہور میں بالاقساط شائع ہوتی رہی ہے بعد ازاں اسے 1981ء میں دائرۃ المعارف کراچی کے زیر اہتمام کتابی صورت میں ترتیب دے کر شائع کیا گیا۔ اس کی اہمیت کا اندازہ مختلف علمائے کرام کی اُن آراء سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے اس کتاب کی تقریظ میں رقم کی ہیں۔ کتاب کی تقریظ میں مولانا جسٹس تقی عثمانی (مدیر ماہنامہ البلاغ و شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی) شیخ الحدیث مولانا ولی حسن دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اور مولانا محمد اسحٰق صدیقی مجلس الدعوۃ والتحقیق الاسلامی بنوری ٹاؤن کراچی کی آراء ہیں۔

مولانا جسٹس تقی عثمانی:

> "مستند فقہی کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ حدود و قصاص کے مسائل و احکام کو جس خوبی کے ساتھ مصنف نے نبھایا اور یکجا کیا ہے اس سے اس کتاب کی اہمیت دو چند ہو گئی ہے۔ اس کتاب کے سب ماخذ مستند اور معتبر ہیں اور

اس کتاب کی اشاعت نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔"[26]

مولانا ولی حسن:

"آج جبکہ پاکستان میں حدود و قصاص و دیت کے احکام کو نافذ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے شدید ضرورت تھی کہ اس قانون کو جدید قانون کی طرح دفعہ وار مرتب کیا جائے تاکہ آسانی سے اس پر عملدرآمد ہو سکے۔ اس شدید ضرورت کا احساس اللہ تعالی نے قاضی بشیر احمد کے دل میں ڈالا اور موصوف نے تعزیرات اسلام (جلد اول) کے نام سے دفعہ وار اسلام کا قانون فوجداری ترتیب دیا ہے"۔[27]

مولانا محمد اسحٰق صدیقی:

"جہاں تک مجھے علم ہے فقہ کے شعبہ حدود و تعزیرات پر ایسی مفید اور پراز معلومات کتاب اُردو میں موجود نہیں۔ مصنف نے اس میں جہاں فقہ حنفی کو مقدم رکھا ہے وہیں دوسرے حضرات آئمہ کے مسالک بھی بیان کر دیئے ہیں جو ہر طبقہ کے لئے مفید ہے۔"[28]

وجہ تالیف

کتاب کے مقدمہ میں مصنف نے اس ضرورت کو بیان کیا ہے جس کے تحت یہ کتاب تالیف کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اورنگزیب عالمگیر کی فتاویٰ عالمگیری اور سلطان عبدالحمید ثانی کی المجلۃ الاحکام العدلیۃ کی تالیف اسی طرح کے حالات تھے جن میں پیش آمدہ مسائل پر بروقت احکام معلوم کرنا تھے۔ اسی طرح اس کتاب کی دفعہ بندی دراصل اسلامی قوانین کو عدالتوں میں عملاً نافذ کرنا اور پیش آمدہ مسائل پر بروقت احکام معلوم کرنا ہے۔ اس کتاب کا سبب تالیف آزاد کشمیر میں شرعی نظام قضاء کے نفاذ اور شرعی نظام قضاء کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے اُردو زبان میں ایسی آسان اور جامع کتاب کا وجود تھا جس سے آسانی سے نظام قضاء سے وابستہ افراد اور عام قارئین یکساں فائدہ اُٹھا سکیں۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ ایک ایسا مواد کتابی صورت میں فراہم کیا گیا جس سے باآسانی فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ مصنف نے کتاب کے نام کے حوالے سے خوبصورتی سے وضاحت کی ہے کہ رائج الوقت ملکی قوانین میں جب تعزیر کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد مطلق سزا ہوتی ہے خواہ یہ سزا کسی بھی جرم کے بدلے میں دی گئی ہو جبکہ اسلامی قوانین میں جب تعزیر کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے تو اس سے مراد مخصوص قسم کی سزا جس کا تعین قرآن و سنت میں موجود نہ ہو اور اس کا انحصار قاضی مجاز کی صوابدید پر ہو تعزیر کہلاتا ہے۔ اس کتاب میں لفظ تعزیر عموم پر محمول ہے اور اس میں حدود اور قصاص اور دیگر سزاؤں کی اقسام کا تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے۔[29]

تعزیرات اسلام میں قاضی بشیر احمد کا عمومی اسلوب و منہج

قاضی بشیر احمد کی کتاب "تعزیرات اسلام" وکلا اور قانون دان حضرات، قانون کے طلباء اور عام قارئین کو مد نظر رکھ کر تحریر کی گئی ہے چنانچہ اس کتاب کا عمومی اسلوب یہ ہے کہ اس کی تحریر سلیس اور عام فہم ہے۔ قاضی بشیر احمد نے کتاب میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہ کسی بھی موضوع کو جب شروع کرتے ہیں تو پہلے اس کے لغوی معانی بیان کرتے ہیں پھر اصطلاحی معانی اور پھر دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق اگر معنوں میں کسی طرح کا کوئی تغیر و تبدل ہے تو اس کا ذکر کرتے ہیں۔ تعزیرات کے تحت بیان کی گئی سزاؤں میں پہلے قرآن کریم پھر احادیث اور پھر فقہاء کی آراء لیتے ہیں۔ فقہ حنفی سے مسائل کا استدلال کرتے

ہیں اور اختلاف کی صورت میں اختلافی آراء درج کرکے اپنی بات مکمل کرتے ہیں۔ کسی بات کی وضاحت مطلوب ہو تو اسے تشریح کے عنوان سے الگ سے بیان کرتے ہیں تاکہ قاری کو مکمل بات سمجھنے میں سہولت رہے۔ دیگر کتب سے استشہاد کرنے کی صورت میں ہر صفحے کے آخر پر متعلقہ کتب کا حوالہ دیتے ہیں تاکہ قاری کو اصل مصادر تک رسائی میں سہولت ہو۔

خصوصی منہج، موضوع کا آیات قرآنیہ سے استشہاد واستدلال

قاضی بشیر احمد نے اپنی کتاب میں قرآنی آیات سے استشہاد واستدلال کا بھرپور التزام کیا ہے۔ مختلف عنوانات کی قرآنی آیات سے وضاحت، آیات کے بعد احادیث سے اس موضوع سے متعلق جملہ احادیث کا بیان، اس کے بعد آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آثار فقہاء وتابعین رحمہم اللہ تعالی سے کرتے ہیں۔ ان کے اس منہج کی وضاحت مندرجہ ذیل مثالوں سے ہوتی ہے۔

حد سرقہ کے لئے مال مسروقہ کا نصاب سرقہ تک پہنچنا ضروری ہے اس بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

"السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا"[30]

"چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو)"

اس آیت سے اتنی بات تو معلوم ہوتی ہے کہ سرقہ کی سزا قطع ید ہے مگر یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ کتنی مالیت کے سرقہ پر قطع ید کی سزا دی جائے گی نیز کون سا ہاتھ پہلے کاٹا جائے گا یہ صراحت موجود نہیں۔ آیت کے عموم کا تقاضا تو یہ ہے کہ مال خواہ کم قیمت کا ہو یا زیادہ اور خواہ وہ کسی قسم کا بھی ہو اس کے سرقہ پر قطع ید کی سزا دی جائے گی۔ لہٰذا اس آیت کے حکم پر عملدرآمد کے لئے ہمیں اسوہ رسول سے رجوع کرنا پڑے گا۔[31]

قطع الطریق (رہزنی) کی پہلی چار سزاؤں کو بطور حد نافذ کیا جائے گا جن کی بنیاد قرآن کریم کی اس آیت پر ہے:

"اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ"[32]

"یہی سزا ہے ان کی جو لڑتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا وہ سولی چڑھائے جائیں یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے یا دور کر دیئے جائیں زمین سے"

اس آیت کی تفسیر میں قاضی بشیر احمد لکھتے ہیں کہ مذکورہ آیت میں لفظ (یُحَارِبُون) حرب سے ماخوذ ہے اس کے اصل معنی سلب کرنے اور چھین لینے کے ہیں اور عربی محاورات میں یہ لفظ (سَلَم) کے بالمقابل استعمال ہوتا ہے جس کے معنی سلامتی کے ہیں تو معلوم ہوا کہ حرب کا معنی بدامنی پھیلانا ہے اور ظاہر ہے اکا دکا چوری یا قتل وغارت گری سے امن عامہ سلب نہیں ہوتا بلکہ یہ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی طاقتور گروہ یا جتھا رہزنی اور غارت گری کرے اسی لئے فقہاء نے اس سزا کا مستحق اس جماعت یا فرد کو ٹھہرایا ہے جو مسلح ہو کر عوام پر ڈاکے ڈالے اور حکومت کے قانون کو قوت سے توڑنا چاہے جس کو دوسرے لفظوں میں ڈاکو یا باغی کہا جاسکتا ہے عام انفرادی جرائم کرنے والے چور اور گرہ کٹ اس میں داخل نہیں۔[33]

اسی طرح آیت

"وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ"[34]

"(جس کا خون کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو مگر حق پر"

اس کی وضاحت قرآن کریم کی دوسری آیت سے اس طرح کرتے ہیں:

"وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ"[35]

" اور نہ مارو اس جان کو جس کو اللہ تعالی نے منع کیا ہے"

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

(کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ط وَمَنْ اَحْیَاھا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا)۔

" کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا"[36]

"ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی شخص کو بلامعاوضہ کسی شخص کے یا بدون کسی فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی شخص کو بچالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا"

احادیث اور آثار میں قاضی بشیر احمد کا اسلوب اور منہج

احادیث رسول کے ذریعے مسائل کے استدلال میں قاضی بشیر احمد نے حدود کے مسائل کا جس طرح استنباط کیا ہے اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَا یُقْتَلُ وَالِدُہ بِوَلَدِہ) -[37]

(والد کو بیٹے کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا)۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(وما كان من الحرزففيه القطع اذابلغ ثمن المجن) -[38]

(یعنی جو چیز محفوظ جگہ سے نکالی گئی ہو اس کے چرانے پر قطع ہے بشرطیکہ اس کی قیمت ڈھال کے برابر ہو)۔

ایک اور روایت میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

(لا قطع فی مجاعة مضطر) -[39]

(یعنی بے قرار کرنے والی بھوک کی صورت میں قطع نہیں ہے)۔

مراد یہ کہ شدید بھوک کی حالت میں چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی قحط کے سال میں قطع ید کی سزا موقوف کر دی تھی۔[40]

تعزیرات اسلام جابجا آثار صحابہ علیہم السلام اور آثار تابعین علیہم الرحمۃ سے بھی مزین ہے چنانچہ قطع ید کی سزا کے حوالے

سے قاضی بشیر احمد نے حضرت عمرؓ کا ایک فیصلہ نقل کیا ہے کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے درخواست کی کہ میرے غلام کا ہاتھ کاٹ دیجئے اس لئے کہ اس نے میری عورت کا شیشہ چرایا ہے جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔ تو آپ نے فرمایا اس کے لئے قطع ید کی سزا نہیں ہے اس لئے کہ یہ آپ کا خادم ہے جس نے آپ کا مال لیا ہے یعنی اس کے حق میں چونکہ مال محفوظ نہیں ہے لہٰذا قطع ید کی سزا نہیں دی جاسکتی۔[41]

خون بہا (دیت) کے مسائل میں اہل حیرہ کے ایک ذمی کے ایک مسلمان کے ہاتھوں قتل اور بعد میں فریقین کے درمیان دیت پر صلح کے معاملہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان اس طرح نقل کیا گیا ہے:

(دِمائُنا کَدِ مَاءِھِم وَ دِیَّاتُنَا کَدِیَاتِہِم) -[42]

(ہمارا خون ان کے خون کی طرح ہے اور ہمارا خون بہا ان کے خون بہا کی طرح)

اسی طرح سارق پر حد جاری کرنے کے حوالے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلے کا ذکر اس طرح فرمایا ہے حضرت سلمان بن موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نقب زن پیش کیا گیا جس نے ابھی مال محفوظ جگہ سے باہر نہیں نکالا تھا کہ پکڑا گیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چور کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ اس پر اسی صورت (قطع ید) حد جاری کی جائے گی جبکہ وہ سامان کو محفوظ جگہ سے منتقل کرلے اور مکمل طور پر باہر لے آئے۔[43]

مذاہب فقہائے اربعہ کے حوالے سے قاضی بشیر احمد کا منہج

قاضی بشیر احمد نے تعزیرات اسلام کو احناف کے فقہی اصولوں کو مد نظر رکھ کر ترتیب دیا ہے۔ اپنی کتاب میں وہ سرقہ، راہزنی اور قتل کے احکام میں امام ابو حنیفہ کی فقہی آراء کو جابجا نقل کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ صاحبین کے نقطہ نظر کو بھی بیان کردیتے ہیں اور ان کی اختلافی آراء بھی اس طرح پیش کرتے ہیں کہ معاملہ کے سبھی پہلوؤں پر برابر روشنی پڑتی ہے۔ دیگر فقہائے کرام کے دلائل کو بھی وہ متعلقہ مسئلہ کے ذیل میں نقل کرکے دراصل ایک ہی معاملہ کو متعلقہ قرآنی آیات، احادیث و آثار اور فقہی آراء سے استدلال کرکے اس حد تک واضح کردیتے ہیں کہ اس مسئلہ کے سارے پہلو کھل کر قاری کی سمجھ میں آجاتے ہیں اور اس کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

تعزیرات اسلام، نقد و نظر کی میزان میں

تعزیرات اسلام قاضی بشیر احمد کی وہ زندہ جاوید تخلیق ہے جس نے بشیر احمد کو اپنے ہم عصر قضاۃ میں منفرد اور نمایاں کیا ہے اور یہ کتاب فوجداری قوانین کے حوالے سے انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کتاب تعزیرات کے حوالے سے قوانین اور مسائل کا بیش بہا خزانہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ بالآخر یہ ایک انسانی عمل ہے جس میں غلطی کا احتمال ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اگر اس کتاب کا تنقیدی مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بخوبی عیاں ہوتی ہے کہ اس کتاب میں بشیر احمد کی شخصیت ایک راوی سے زیادہ دکھائی نہیں دیتی جو مختلف مصادر سے مسائل استخراج کرکے من و عن درج کر دیتا ہے کیونکہ انہوں نے تقریباً ہر مسئلہ میں مختلف آراء و اقوال کو بغیر کسی رد، تعلیق اور رائے کے نقل کیا ہے۔[44]

کتاب کا اسلوب سلیس اور عام فہم ہونے کے باوجود علماء کے قدیم انداز کو برقرار رکھا گیا ہے۔ اس حوالے سے اس کتاب

میں جگہ جگہ وہ الفاظ لائے گئے ہیں جو قدیم کتب کا خاصا ہیں۔ اسی طرح کتاب کے مطالعہ کے دوران کہیں کہیں فتاویٰ عالمگیری کے مطالعہ کا گماں ہوتا ہے جو شاید مصنف کے اُس کتاب کے کثرت مطالعہ کی وجہ سے ہو۔[45]

تعزیرات اسلام حصہ دوم اور سوم کا تعارف

"تعزیرات اسلام" قاضی بشیر احمد کی پہلی کتاب ہے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا حصہ مارچ 1981ء میں طباعت کے مرحلے سے گذر کر قبول عام پا چکا ہے۔ اس کتاب کے دوسرے اور تیسرے حصے کا کام بھی اگرچہ قاضی بشیر احمد نے اپنی زندگی میں ہی مکمل کر لیا تھا مگر نامعلوم وجوہات کی بناپر وہ اسے طبع نہ کرواسکے اور خود داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اس کتاب کی تدوین کے حوالے سے کمپوزنگ تک کے تمام مراحل مولف نے اپنی زندگی میں ہی مکمل کر لیے تھے مگر باقاعدہ اشاعت نہیں ہو سکی۔ کتاب کے تعارفی کلمات میں مصنف نے اس کی وجہ تالیف اور اہمیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> "اللہ تعالیٰ نے نسل کی حفاظت کے لیے حد زنا، مال کی حفاظت کے لیے حد سرقہ، عزّت کی حفاظت کے لیے حد قذف، خون کی حفاظت کے لیے قانون قصاص و دیت، دین کی حفاظت کے لیے قانون ارتداد اور عقل کی حفاظت کے لیے حد شرب خمر کو نافذ کیا پھر ان قوانین کو نافذ کرنے کے لیے انتہائی حکمت عملی اختیار کی گئی اور ایسا نہیں کیا گیا کہ انسانی معاشرہ کی اصلاح محض سزاؤں کے نفاذ پر رکھی گئی ہے بلکہ سزاؤں کے نفاذ کا مرحلّہ تو مجبوری کی صورت میں سب سے آخر میں رکھا گیا ہے۔ کسی جسمانی عضو کی بیماری کی صورت میں جس طرح پہلے اس کا علاج کیا جاتا ہے اور کسی ناگہانی صورت میں جب بیماری سارے جسم میں پھیلنے کا خدشہ ہو تو کوئی عضو کاٹا جاتا ہے اور اس طرز عمل کو دنیا کا ہر عقلمند انسان تحسین کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور کوئی شخص اس فعل کو برا نہیں سمجھتا۔ بالکل یہی صورت شرعی سزاؤں کی ہے کہ جرائم میں مبتلا شخص معاشرے کے لیے ناسور ہوتا ہے جب اس کی اصلاح دیگر تدابیر سے ممکن نہ رہے اور اس کا شر و فساد پورے معاشرے کے امن و سکون کے لئے خطرہ ہو تو معالج حقیقی احکم الحاکمین کی ہدایت کی روشنی میں معاشرے کو اس کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے اسے معاشرے سے کاٹ دیا جائے۔ جس طرح عقل سلیم ڈاکٹر کی تجویز اور اس پر عمل کو حکمت کا نام دیتی ہے اسی طرح رب ذوالجلال رحمٰن و رحیم کے احکامات اور اُن کی بجاآوری کو عین حکمت قرار دیے بغیر نہیں رہ سکتی۔

معاشرے کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے تعزیر کا قانون تو محض آخری چارے کے طور پر تجویز کیا ہے سب سے پہلے وہ نفس کی اصلاح کرتا ہے اس کے دل میں عالم الغیب اور ہمہ گیر طاقت کے مالک اللہ تعالیٰ کا خوف بٹھاتا ہے، اس کو آخرت کی بازپرس کا احساس دلاتا ہے جس سے مر کر بھی آدمی کا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا، اس کے دل میں قانون کی اطاعت کا جذبہ پیدا کرتا ہے جو ایمان کا لازمی تقاضا ہے اور اسے بار بار متنبہ کرتا ہے۔ اسلام کا نظام عبادات، معاملات، عقوبات، مخاصمات اس پر شاہد ہیں چنانچہ اسلام کے نظام حدود کا بھی یہی مقصد ہے۔ حدود کی تفصیل کو مندرجہ ذیل ابواب میں بیان کیا گیا ہے:

1. حد کی تعریف اور اس کی اقسام 2. حد زنا، 3. حد قذف، 4. حد سرقہ، 5. حد شرب خمر۔[46]

تعزیرات اسلام حصہ دوم و سوم کا عمومی منہج اور اسلوب

قاضی بشیر احمد کی کتاب "تعزیرات اسلام" جلد اول دوم و سوم قانون دان حضرات، قانون کے طلباء اور عام قارئین کو مد نظر رکھ کر تحریر کی گئی ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد 1981ء میں منظر عام پر آئی تھی جبکہ حصہ دوم اور سوم بوجوہ منظر عام پر

نہیں آسکا۔ اس کے باوجود یہ کتاب ہر لحاظ سے مکمل ہے اور طباعت کی منتظر ہے۔ اس کتاب کا عام اسلوب یہ ہے کہ یہ سلیس اور عام فہم انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ قاضی بشیر احمد نے کتاب کی دوسری اور تیسری جلد میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہ کسی بھی موضوع کو جب شروع کرتے ہیں تو پہلے اس کے لغوی معانی بیان کرتے ہیں پھر اصطلاحی معانی اور پھر دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق اگر معنوں میں کسی طرح کا کوئی تغیر و تبدل ہے تو اس کا ذکر کرتے ہیں۔ تعزیرات کے تحت بیان کی گئی سزاؤں میں پہلے قرآن کریم پھر احادیث اور پھر فقہاء کی آراء لیتے ہیں۔ فقہ حنفی سے مسائل کا استدلال کرتے ہیں اور اختلاف کی صورت میں اختلافی آراء درج کرکے اپنی بات مکمل کرتے ہیں۔ کسی بات کی وضاحت مطلوب ہو تو اسے تشریح کے عنوان سے الگ سے بیان کرتے ہیں تاکہ قاری کو ساری بات سمجھنے میں آسانی رہے۔ کتابوں سے حوالے دیتے ہوئے ہر صفحے کے آخر پر متعلقہ کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں تاکہ قاری کو اصل مصادر تک آسانی سے راہنمائی ہو۔

خصوصی منہج، موضوع کا آیات قرآنیہ سے استشہاد و استدلال

قاضی بشیر احمد نے تعزیرات اسلام جلد دوم میں قرآنی آیات سے استشہاد کا بھرپور التزام کیا ہے۔ مختلف عنوانات کی قرآنی آیات سے وضاحت، آیات کے بعد احادیث سے اس موضوع سے متعلق جملہ احادیث کا بیان، اس کے بعد آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آثار فقہاء و تابعین رحمہ اللہ علیہم سے کرتے ہیں۔ ان کے اس منہج کی توضیح متذکرہ کتاب میں درج شدہ مثالوں سے ہوتی ہے:

قرآن کریم نے زنا کی سزا کا تعین کرتے ہوئے ان الفاظ میں وضاحت کی ہے کہ (غیر شادی شدہ) چاہے مرد ہو یا عورت اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اس کو سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ"[47]

(یعنی زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد، تم ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تم کو اللہ کا حکم نافذ کرنے میں ان پر ترس نہ آئے۔)

اس آیت میں زانی مرد یا عورت کی سزا سو کوڑے بیان کی گئی ہے اور سورۃ النسآء: 51-61 میں عورتوں کی سزا گھروں میں قید رکھنا بیان کی گئی یہاں تک کہ وہیں مر جائیں یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی دوسرا راستہ نکال دے۔ سورۃ النسآء میں اللہ تعالیٰ نے (اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ---) ارشاد فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ ان مجرموں کے لیے سزا کا کوئی اور طریقہ جاری کیا جائے چنانچہ جب سورۃ النور کی مذکورہ آیت نازل ہوئی تو اس کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سورۃ النسآء میں جو وعدہ کیا گیا تھا (اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ---) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی اور سبیل بنا دے تو سورۃ النور کی اس آیت نے وہ سبیل بتا دی ہے کہ سو کوڑے مارنے کی سزا مرد اور عورت ہر ایک کے لیے متعین ہے۔

تعزیرات اسلام میں شراب کی تدریجی حرمت کا ذکر کرتے ہوئے قاضی بشیر احمد نے اس آیت کو بیان کیا ہے جو درج ذیل ہے:

"یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا "[48]

(تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا، کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے نفع سے)

اِحصان کے معنی بلوغ اور عفت کے بھی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً"[49]

(اور جو عیب لگاتے ہیں پاکدامنوں کو پھر نہ لائیں چار مرد شاہد تو مارو اُن کو اسی (80) درّے)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ"[50]

(اور لوطؑ کو دیا ہم نے حکم اور سمجھ، اور بچا نکالا اس کو اس بستی سے جو کرتے تھے گندے کام، وہ تھے لوگ بڑے نافرمان)۔

اس آیات سے معلوم ہوا کہ لواطت کا فعل ایک فحش فعل ہے جو حرام ہے اس کی حرمت قرآن کریم کی مختلف آیات سے واضح ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فحش کو حرام کہا ہے:

"قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ"[51]

(تو کہہ میرے رب نے حرام کیا بے حیائی کی باتوں کو)۔

احادیث اور آثار میں قاضی بشیر احمد کا منہج

احادیث رسول کے ذریعے مسائل کے استدلال میں قاضی بشیر احمد نے حدود کے مسائل کا جس طرح استنباط کیا ہے اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

1- (عن عائشة مرفوعا"ادرأو الحدود عن المسلمین ما استطعتم، فان وجدتم للمسلم مخرجا فخلوا سبیله، فان الامام لَاَن یخطی فی العفوخیر من ان یخطی فی العقوبة) -[52]

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدود کو جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے دور رکھو، اگر تم ان کے لیے کوئی راستہ نکلنے کا پاؤ تو ان کے راستے کو خالی کرو اس لیے کہ امام کا معاف کرنے میں خطاء کرنا بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں خطا کرے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدود کو جہاں تک ممکن ہو سکے ٹال دیا جائے۔

2۔ عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لعن الله الخمر ، وشاربها ، وساقیها ، وبائعها ، ومبتاها ،و عاصرها ، و معتصرها ،وحا ملها ، والمحمولة له) -[53]

(یعنی اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے خمر، اور اس کے پینے والے پر اور پلانے والے پر، بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے نچوڑنے والے پر اور کشید کرنے والے پر اور اس کے اٹھانے والے پر اور اس پر جس کی طرف اٹھائی جائے)

3۔ ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(من شرب الخمر فاجلدوه---)

(یعنی جو شراب پیئے اس کو درّے مارو)

4۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

(كل مسكر خمر وكل مسكر حرام ،ومن شرب الخمر فی الدنيا ، ومات وهوُ يد منها ، لم يتب منها ، لم يشرب بها فی الا خرة -[54]

(یعنی ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس نے دنیامیں شراب پی اور مر گیا جبکہ اس نے شراب پینے کو لازم کر رکھا تھااور اس نے توبہ نہیں کی۔ توآخرت میں شراب نہیں پیئے گا)۔

یہ حدیث ہر نشہ آور چیز کے حرام ہونے پر صریح ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں شراب نہ چھوڑنے والے کے لئے سخت دھمکی ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ نے حدود پر عمل درآمد کے حوالے سے ایک خاص قاعدہ رکھا ہے جیسا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حدود پر عمل درآمد میں اگر کوئی شک ہو تو جہاں تک ممکن ہو سکے ٹال دیا جائے چنانچہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(عن ابن عباس مرفوعاً"ادرأواالحدود بالشبهة،وَاقيلوا الكرام عثراتهم ،الّافی حدمن حدوداللّٰه) -[55]

حضرت ابن عباسؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبہات کی وجہ سے حدود کو ٹالو، اور معزّزین کی فروگزاشتوں سے درگزر کرو، سوائے اللہ تعالیٰ کی حدود سے کسی حد میں (یعنی اگر حد ثابت ہو تو نافذ کی جائے)۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر حدود کے اندر کوئی شبہ ہو تو اس کو ٹال دیا جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صالحین اور متقی لوگوں سے اگر کوئی معمولی لغزش ہو جائے تو ان سے درگزر کرلو البتہ اگر ان کے خلاف اگر حد کا کوئی جرم بغیر شبہ کے ثابت ہو جائے تو یہ درگزر کرنے کے قابل نہیں ہے۔

قاضی بشیر احمد نے تعزیرات اسلام میں احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے احادیث کے ساتھ ساتھ متعلقہ کتب کا حوالہ بھی دیا ہے تاکہ قاری کو اصل ماخذ تک رسائی حاصل کرنے میں آسانی رہے۔ ان کے زیادہ تر حوالے کتب صحاح سے ہیں البتہ احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے مصنف نے احادیث کی پرکھ کے حوالے سے نہ تو کوئی خاص معیار قائم کیا ہے نہ اس کا ذکر اس کتاب میں موجود ہے۔

مذاہب فقہاء کے حوالے سے قاضی بشیر احمد کا منہج

تعزیرات اسلام جابجا آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آثار تابعین رحمہم اللہ علیہم سے بھی مزین ہے۔ قاضی بشیر احمد نے تعزیرات اسلام کو احناف کے فقہی اصولوں کو مدنظر رکھ کر ترتیب دیا ہے۔ اپنی کتاب میں وہ سرقہ ، راہزنی اور قتل کے احکام میں امام ابو حنیفہ کی فقہی آراء کو جابجا نقل کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ صاحبین کے نقطہ نظر کو بھی بیان کر دیتے ہیں اور ان کی اختلافی آراء بھی اس طرح پیش کرتے ہیں کہ معاملہ کے سبھی پہلوؤں پر برابر روشنی پڑتی ہے۔ دیگر فقہاء کرام کے دلائل کو بھی وہ متعلقہ مسئلہ کے ذیل میں نقل کرکے دراصل ایک ہی معاملہ کو متعلقہ قرآنی آیات ، احادیث وآثار اور فقہی آراء سے استدلال کرکے اس حد تک واضح کر دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کے سارے پہلو کھل کر قاری کی سمجھ میں آجاتے ہیں اور اس کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ ، امام مالکؒ اور جمہور فقہاء کے نزدیک حد شرب خمر اور حد سکر میں اسی (80) درّے ہیں۔ اس لئے کہ

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ:

(اذا شرب سکر واذا سکر ھذی واذا ھذی افتری وحد المفتری ثمانون جلدۃ) -[56]

یعنی جب شراب پی لے تو نشہ میں آجاتا ہے اور جب نشہ آجائے تو بہکی بہکی باتیں کرنے لگ جاتا ہے اور جب بہکی بہکی باتیں کرتا ہے تو بہتان لگاتا ہے اور بہتان لگانے والے کی سزا اسی (80) کوڑے ہیں۔

اس سزا پر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا لہٰذا اس پر اجماع ہو گیا۔[57]

اس کے علاوہ بھی کتاب میں فقہی آراء کے حوالے سے متعدد حوالے موجود ہیں مگر طوالت کے خوف سے اُن سب کو یہاں نقل نہیں کیا جا سکتا۔ تنقیدی طور پر اگر ان سب حوالہ جات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ قاضی بشیر احمد نے فقہی آراء میں اگرچہ سب جمہور آئمہ کی آراء کا ذکر مختلف معاملات میں ضرور کیا ہے مگر ترجیح کے طور پر امام ابو حنیفہ کی رائے کو فوقیت دیتے ہیں۔ مختلف فقہاء کی آراء کی موجودگی میں اگر حدیث یا آثار میں سے اگر کوئی حوالہ ان کو نظر آتا ہے تو وہاں فقیہہ کی رائے کے برعکس حدیث یا آثار کو ترجیح دیتے ہیں جو کہ اس کتاب کی خوبی ہے۔

لغوی مباحث میں قاضی بشیر احمد کا منہج

جہاں تک لغوی مباحث کا تعلق ہے تو قاضی بشیر احمد کبھی بلا حوالہ صرفی و نحوی اعتبار سے کسی لفظ یا جملہ کی توضیح کرتے ہیں اور کبھی مفسرین واہل لغت کے حوالہ سے الفاظ و جملوں کی توضیح و تشریح کرتے ہیں کہیں مصادر کا ذکر کرتے ہیں تو کہیں نہیں۔ اس کے علاوہ صرفی مباحث میں لفظ کی تحقیق کے ساتھ ساتھ اس کی خاصیت بیان کرکے اس پر مرتب ہونے والے معنی کو بیان کرتے ہیں۔ نحوی مباحث میں مختلف تراکیب اور ان پر مرتب ہونے والے مختلف معانی کی توضیح کرتے ہیں لیکن عموماً وہ اِن مباحث میں ایجاز واختصار سے ہی کام لیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کے منہج کو ذیل کی مثالوں میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

لغت میں حد کے معنی روکنے کے آتے ہیں اسی مناسبت سے دربان کو حدّاد کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ لوگوں کو اندر داخل ہونے سے روکتا ہے اسی طرح جیل کے نگران کو بھی حدّاد کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ قیدیوں کو باہر نکلنے سے روکتا ہے اسی مناسبت سے کسی گھر کی حد، اس آخری سرے کو کہا جاتا ہے جہاں سے اندر آنا ممنوع ہوتا ہے کیونکہ یہاں سے دوسرے کی ملکیت شروع ہوتی ہے جہاں بغیر اجازت کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ شرعی سزاؤں کو بھی حدود اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ جرائم کے ارتکاب سے انسانوں کو روکتی ہیں۔ اسی مناسبت سے "حدود اللہ" اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو کہا جاتا ہے جن کے کرنے سے روکا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (تلک حدود اللہ فلا تقربوھا) یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔ لہٰذا ان کے قریب تک نہ جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو بھی حدود کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی خلاف ورزی سے روکا گیا ہے اور تجاوز کرنے سے منع کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔

زنا کی تعریف کرتے ہوئے حوالہ دیتے ہوئے یوں بیان کرتے ہیں۔ صاحب بدائع علّامہ علاء الدین کاسانیؒ فرماتے ہیں:

(الزنا ھو اسم للوطی الحرام فی قبل المرأۃ الحیۃ فی حالۃ الاختیار فی دارالعدل ممن التزم احکام الاسلام العاری عن حقیقۃ الملک وعن شبھتہ وعن حق الملک وعن حقیقۃ النکاح وشبھتہ وعن الاشتباہ فی موضع الاشتباہ فی الملک والنکاح جمیعا)[58]

(زنا کہتے ہیں حرام وطی کو جو زندہ عورت کی اگلی شرمگاہ میں ہو، دارالعدل یعنی دارالاسلام میں ہو، اس شخص سے

سرزد ہوا ہو جو اسلامی احکام کی پابندی کرتا ہو، وہ عورت اس کی ملک میں نہ ہو یعنی لونڈی نہ ہو اور نہ ملکیت کا شبہ ہو، اور حق ملکیت اور حقیقت نکاح اور اس کے شبہ سے خالی ہو، اور ملک اور نکاح دونوں کے مقامات شبہ کے شائبہ سے بھی خالی ہو)۔

فقہائے احناف کے علاوہ دیگر فقہاء نے زنا کی تعریف اس طرح کی ہے۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک زنا کی تعریف
" فعل الفاحشة فی قبل او دبر"

یعنی بیہودگی کا فعل جو اگلی شرمگاہ میں ہو یا پچھلی میں۔

لغت میں کسی قلعہ میں داخل ہونے کو احصان کہتے ہیں قرآن مجید میں آتا ہے: (لتحصنكم من بأسكم---) قرآن حکیم میں احصان دوسرے معانی کے لیے بھی آیا ہے شادی شدہ آدمی کو بھی محصن کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ "[59]

(اور خاوند والی عورتیں مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ)

احصان کے معنی اسلام اور شادی کے بھی آتے ہیں لونڈیوں کے بے حیائی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ"[60]

(جب وہ نکاح کی قید میں آجائیں تو اگر وہ کریں بے حیائی کا کام تو اُن پر آدھی سزا ہے بیبیوں کی سزا سے)

اور اس کے معنی بلوغ او عفت کے بھی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً"[61]

(اور جو عیب لگاتے ہیں پاکدامنوں کو پھر نہ لائیں چار مرد شاہد تو مارو اُن کو اسی (80) دُرے)۔

مصادر

قاضی بشیر احمد نے اپنی کتاب میں 100 کے لگ بھگ مصادر سے استفادہ کیا ہے جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

احکام القرآن للجصاص، تفسیر ابن کثیر،تفسیر مظهری،بیان القرآن ، معارف القرآن ،الشرح الکبیر،صحاح سته، موطاء امام مالک،مشکواۃ المصابیح، کتاب الخراج لابی یوسف، بحرالرائق و مرقات شرح مشکواۃ،قاموس، در مختار، معین الحکام ،منحة الخالق علی البحرالرائق ، المغنی ابن قدامة ، فتح القدیر ، ردالمختار، مرقاۃ المفاتیح ، شامی ، فتاویٰ عالمگیری ، مجلة الاحکام العدلیة،بدائع الصنائع، الجوهرة النیرة، المبسوط للسرخسی اور مصنف عبدالرزاق وغیرہ شامل ہیں۔

تعزیرات اسلام: تنقیدی جائزہ

تعزیرات اسلام قاضی بشیر احمد کی وہ زندہ تخلیق ہے جس نے بشیر احمد کو اپنے ہم عصر قضاۃ میں منفرد اور نمایاں کیا ہے۔ آپ نے پیش ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اس کام پر توجہ دی اور اس اہم عدالتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دن رات ایک کرکے اس مسودے کو کتابی شکل دی۔ یہ کتاب فوجداری قوانین کے حوالے سے انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ کتاب تعزیرات کے حوالے سے قوانین اور مسائل کا بیش بہا ذریعہ ہے۔ قاضی بشیر احمد نے تعزیرات اسلام کو اس

کی ضخامت اور وسعت کی وجہ سے تین الگ الگ حصوں میں مکمل کیا۔ اس میں سے پہلی جلد 1981ء میں ادارہ دائرۃ المعارف کراچی کے زیر اہتمام شائع ہوئی جبکہ بقیہ دو حصے ان کی زندگی میں منظر عام پر نہیں آسکے لیکن ان کی اہمیت کے پیش نظر عکسی نقول تیار کرکے استفادہ کیا جاتا رہا ہے۔ اب دائرۃ المعارف کراچی ان حصوں کو شائع کر رہا ہے۔ اگر اس کتاب کا تنقیدی مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بخوبی عیاں ہوتی ہے کہ اس کتاب میں قاضی بشیر احمد نے بھرپور محنت اور عرق ریزی سے اسلام کے نظام تعزیرات کو سلیس انداز میں استفادہ عام کے لئے تیار کیا مگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس کو شائع نہیں کرا سکے۔ کتاب کی تدوین میں تقریبا ہر مسئلہ میں آیات، احادیث، فقہاء، آئمہ و علماء کی آراء واقوال کو بغیر کسی رد، تعلیق اور رائے کے نقل کیا ہے[62]۔ کتاب کا اسلوب سلیس اور عام فہم ہونے کے باوجود علماء کے قدیم انداز کو برقرار رکھا گیا ہے۔ اس حوالے سے اس کتاب میں جگہ جگہ وہ الفاظ لائے گئے ہیں جو قدیم کتب کا خاصا ہیں۔[63] البتہ کتاب کی اس اہمیت وافادیت کے پیش نظر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کتاب کو کثیر تعداد میں چھاپ کر افادہ عام کیا جاتا مگر قاضی بشیر احمد کی وفات کے بعد اس کام کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی جو کسی بھی طرح بے حسی اور معاشرتی المیے سے کم نہیں۔ اسی طرح تعزیرات اسلام کے غیر مطبوعہ حصے بھی طباعت کے منتظر ہیں جن کی اشاعت سے اسلامی تعزیراتی قوانین پر بڑا علمی ذخیرہ میسر آسکتا ہے۔

نتائج البحث:

شرعی نظام قضاء کے قیام اور ارتقاء میں قاضی بشیر احمد کی علمی خدمات کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1. آزاد کشمیر میں شرعی نظام قضاء کی تشکیل کے لئے تشکیل کی گئی مسودہ ساز کمیٹی میں آزاد کشمیر سے جن اہل علم کا انتخاب کیا گیا قاضی بشیر احمد ان میں نمایاں تھے۔
2. دوران ترتیب وتسوید آپ نے اپنی صلاحیتوں سے اس مسودہ قانون کو عملی شکل دینے میں اراکین کمیٹی کی بھرپور معاونت کی اور اراکین کمیٹی کی مساعی سے بالآخر ایک ایسا مسودہ قانون پایہ تکمیل کو پہنچ گیا جو آج اسلامی تعزیراتی قوانین کا حصہ ہے۔
3. اس کمیٹی کا کام صرف اس مسودہ قانون کی تیاری تک محدود نہیں تھا بلکہ عملی منظوری کے لئے حکومتی کمیٹی کی معاونت اور دفاع کرنا بھی تھا۔ چنانچہ جب اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا نمائندہ وفد اس کام کا جائزہ لینے مظفرآباد آیا اور مشترکہ اجلاس شروع ہوا تو آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر کی طرف سے قاضی بشیر احمد اور ان کے رفقاء نے وزیر قانون آزاد حکومت خواجہ محمد اقبال کی سربراہی میں اس مسودہ قانون کا بھرپور اور مدلل دفاع کیا اور اسلامی نظریاتی کونسل کے وفد کے اراکین کے تمام اعتراضات کا مدلل جواب دیتے ہوئے اس مسودہ قانون پر قائل کرلیا اور منظوری حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔
4. اسلامی قوانین کے مسودہ کی تکمیل کے بعد اسلامی قانون شہادت کی تشکیل الگ سے ایک کام تھا جس کی تکمیل کے لئے ایک بار پھر قاضی بشیر احمد کی خدمات حاصل کی گئیں اور دو ہفتوں کے مختصر وقت میں یہ کام بھی پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اور اسے سراہا بھی گیا۔
5. اسلامی قانون شہادت کا یہی وہ مسودہ تھا جسے بعد ازاں حکومتی منظوری کے بعد اسلامی تعزیراتی قوانین کا حصہ بنایا گیا

یوں آپ کا کام صرف اسلامی تعزیراتی قوانین کی تشکیل تک محدود نہ رہا بلکہ اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً اس سے استفادہ کیا جاتا رہا اور یہ متداول ہے۔

6. قاضی بشیر احمد نے خود کو یہیں تک محدود نہ رکھا بلکہ "تعزیرات اسلام" کے نام سے جامع کتاب تحریر کر کے آزاد کشمیر کے نوزائیدہ نظام عدل کو وہ آکسیجن فراہم کی جسے آج اسلامی فوجداری قوانین کے حوالے کی اہم کتب میں شمار کیا جاتا ہے۔

7. تعزیرات اسلام کے نام سے آپ نے بعد ازاں اس کتاب کی دو اور جلدیں تحریر کیں جو آپ کی زندگی میں کسی وجہ سے شائع نہ ہو سکیں یہ کتب طباعت کے عمل سے گذر کر قانون سے وابستہ حضرات طلباء اور عام قارئین کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

8. قاضی بشیر احمد نے آزاد کشمیر کے نظام قضاء میں دوران ملازمت بحیثیت تحصیل اور ضلع قاضی اپنی خدمات اور فیصلوں سے نظام قضاء کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔

لہٰذا بلا مبالغہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آزاد کشمیر میں شرعی نظام قضاء کے قیام اور ارتقاء میں قاضی بشیر احمد کا کردار اس نوعیت کا ہے جسے کسی طور فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] بمطابق سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ، ثانوی تعلیمی بورڈ، لاہور، تعلیمی سال: 1959ء زیر رول نمبر: 61180

According to the secondary school certificate, Board of Secondary Education, Lahore, Academic Year: 1959 Under Roll No: 61180

[2] مولانا امیر الزمان: 1923-1989، ماہنامہ البلاغ، کراچی، نومبر 1989

Mawlānā Amīr al Zamān, 1923-1989, Mānāmah al Balāgh, Karāchī, November 1989AC

[3] مولانا مقبول الرحمٰن قاسمی، تصویر حیات، مشاہدات و تاثرات، ص: 262

Mawlanā Maqbūl Qāsmī, Tṣwīr Ḥayāt, Mushāhadāt wa Tāthurāt, P:262

[4] نوٹیفکیشن زیر نمبر 72/799.802 1972.03.08 راجہ محمد یار خان سیکرٹری باحکم سردار محمد عبدالقیوم خان صدر آزاد کشمیر

Notification Ziri Number, 802.799/72, 08/03/1972, Rājah Muḥmmad Yār Khān, Secretary Bā Ḥukam Sardār Muḥmmad 'Abd al Qayyūm Khān Ṣadar Āzād Kashmīr,

[5] جوابی مکتوب، مورخہ 24 اپریل 1972، دار العلوم کراچی

Jawābī Maktūb, Date: 24 April 1972AC, Dār al 'Ulūm Karāchī

[6] تصویر حیات، مشاہدات و تاثرات، مولانا مقبول الرحمٰن قاسمی، ص: 262

Mawlanā Maqbūl Qāsmī, Tṣwīr Ḥayāt, Mushāhadāt wa Tāthurāt, P:262

[7]۔ نوٹیفکیشن زیر نمبر/امور دینیہ /452 -75/469 مورخہ 25-03-1975ء

Notification Ziri Number/ ,Umūri Dīniyyah/ 452-469/75 Date: 25/03/1975,AC

[8]۔ نذیر تشنہ، تاریخ کشمیر، ص: 762

Nadhīr tashnah, Tārīkh I Kashmīr, P:762

[9]۔ آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ، ص: 29-48

Āzād Kashmīr main Islāmī Qawanīn kā Nifādh, PP:29-48

[10]۔ نذیر تشنہ، تاریخ کشمیر، ص: 762

Nadhīr tashnah, Tārīkh I Kashmīr, P:762

[11]۔ آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ، ص: 49

Āzād Kashmīr main Islāmī Qawanīn kā Nifādh, P: 49

[12]۔ مکتوب زیر نمبر/قانون/522/ مورخہ: 03-03-1974ء

Letter under number / Law / 522 / Dated: 1974-03-03

[13]۔ نوٹیفکیشن زیر نمبر/امور دینیہ /452 -54 مورخہ 20-03-1974ء

Notification under number / Religious Affairs 54- 452 / dated 1974-03-20

[14]۔ تصویر حیات، ص: 64

Tṣwīr Ḥayāt, P:262

[15]۔ نوٹیفکیشن زیر نمبر امور دینیہ74 /58-1054/ مورخہ 1974.07.18ء ناظم امور دینیہ/افتاء، آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر مظفر آباد

Notification under number Religious Affairs / 58-1054 / 74 dated 1974.07.18, Director of Religious Affairs / Iftaa, Independent Government of the State of Jammu and Kashmir Muzaffarabad

[16]۔ ایضاً، ص: 69

Ibid, P:69

[17]۔ سردار عبدالقیوم خان، آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ، ص: 187

Sardār ʹAbd al Qayyūm, Āzād Kashmīr main Islāmī Qawanīn kā Nifādh, PP:29-48

[18]۔ اسلامی فوجداری قوانین کا نفاذ، امیر اللہ مغل، ص: 184-187

Islāmī Fūjadārī Qawānīn kā Nifādh, ,Amī Nughal, PP:184-187

[19]۔ بشیر احمد، قاضی، اسلامی تعزیراتی قوانین، غیر مطبوعہ یادداشتیں

Bashīr Aḥmad Qāḍī, Islāmī Taʹzīrātī Qawānīn, Ghair Maṭbūʹ Aḥmad Yād Dāshtain

[20]۔ ایضاً

Ibid

[21]۔ تصویر حیات، ص: 69

Tṣwīr Ḥayāt, P:262

[22]۔ نوٹیفکیشن زیر نمبر امور دینیہ/85-78/ مورخہ 1972.11.05ء ناظم امور دینیہ/افتاء، آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر مظفر آباد

Notification under number of Religious Affairs / 78-85 / dated 1972.11.05 Nazim of Religious Affairs / Iftaa, Independent Government of the State of Jammu and Kashmir Muzaffarabad

[23]۔نوٹیفکیشن زیر نمبر امور دینیہ75 /452-469/ مورخہ 1975.03.25 ء ناظم امور دینیہ/افتاء،آزادحکومت ریاست جموں وکشمیر مظفرآباد

Notification under number Religious Affairs / 469-452 / 75 dated 1975.03.25 Nazim of Religious Affairs / Iftaa, Independent Government of Jammu & Kashmir

[24]۔ریٹائرمنٹ زیر نوٹیفکیشن نمبر2002/1608-14/ مورخہ 2002.07.22ء

Retirement under Notification No. / 1608-14 / 2002 dated 2002.07.22

[25]۔، قاضی بشیر احمدؒ، تعزیرات اسلام،ج:1،ص:13

Qāḍī, Bashīr ah, Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:13

[26]۔تعزیرات اسلام:ج:1،ص:8

Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:8

[27]۔ تعزیرات اسلام:ج:1،ص:5

Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:5

[28]۔تعزیرات اسلام:ج:1،ص:7

Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:7

[29]۔انٹرویو، قاضی منور خورشید، ضلع قاضی سدھنوتی،20مارچ 2015ء، باغ

Interview, Qazi Munawar Khurshid, District Qazi Sadhnauti, March 20, 2015, Bagh

[30]۔المائدۃ:38/5

Al Mā,idah, Al Āyah: 38

[31]۔ تعزیرات اسلام:ج:1،ص:10

Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:10

[32]۔المائدۃ:33/5

Al Mā,idah, Al Āyah: 33

[33]۔تعزیرات اسلام:ج:1،ص:66

Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:66

[34]۔الانعام:151/6

Al An´ām, Al Āyah: 151

[35]۔الاسراء:33/17

Al Isrā,, Al Āyah: 33

[36]۔المائدۃ:32/5

Al Mā,idah, Al Āyah: 32

[37]۔ تعزیرات اسلام:ج:1،ص:102

Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:102

[38]۔ایضاً:ج:1،ص:16

Ibid, Vol:1, P:16

[39]۔ایضاً:ج:1،ص:40

Ibid, Vol:1, P:40

[40]۔مرقات شرح مشکوٰۃ: ج:7، ص:158

Mirqāt Sharḥ Mishkāt, Vol:7, P:158

[41]۔ایضاً

Ibid

[42]۔تعزیرات اسلام: ج:1، ص:87

Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P: 87

[43]۔ایضاً۔ص:19 بحوالہ کتاب الخراج لابی یوسف، مطبوعہ بیروت، ج:10، ص:196

Ibid, P:19, with Reference to Kitāb al Khirāj Li Abī Yūsuf, Printed Beirūt, Vol:10, P:196

[44]۔تعزیرات اسلام: ج:1، ص:13

Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:13

[45]۔ایضاً: ج:1، ص:35

Ibid, Vol:1, P;35

[46]۔تعزیرات اسلام: ج:1، ص:8

Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:8

[47]۔النور: 2/24

Al Nūr, Al Āyah: 2

[48]۔البقرۃ: 219/2

Al Baqarah, Al Āyah, 219

[49]۔النور: 4/24

Al Nūr, Al Āyah: 24

[50]۔الانبیاء: 74/21

Al Ambiyā, Al Āyah, 74

[51]۔الاعراف: 32/7

Al A´rāf, Al Āyah: 32

[52]۔رواہ ابن ابی شیبۃ والترمذی، بحوالہ اعلاء السنن، ج:11، ص:521 بحوالہ تعزیرات اسلام: ج:1، ص:84

Narrated by Ibn Abi Shaybah and Al-Tirmidhi, With reference to ,Ielā al Sunan, vol. 11, P:521, With reference to Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:84

[53]۔ابوداود فی الاشربۃ

Abū Dāūd Fī al Ashribah

[54]۔صحیح مسلم فی الاشربہ۔باب بیان ان کل مسکر خمر، الشوکانی، محمد بن علی بن محمود (1255ھ)، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، (لبنان دارالجبل بیروت، ص۔ب 8737)، ج:8، ص:192

Ṣahiḥ Muslim, Fī al Ashribah, Al Shawkānī, Muḥmmad bin 'Alī, bin Maḥmūd, Nail al Awṭār, Sharḥ Muntaqā al Ikhbār, (Nāshir: Dār al Jabal, Beirūt, Vol:8, P:192

[55]۔رواہ ابن ابی شیبۃ والترمذی، بحوالہ اعلاء السنن، ج:11، ص:521 بحوالہ تعزیرات اسلام: ج:1، ص:86

Narrated by Ibn Abi Shaybah and Al-Tirmidhi, With reference to ,Ielā al Sunan, vol. 11, P:521, With reference to Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:84

[56]۔المغنی،ج:10،ص:329

Al Mughnā, Vol:10, P:329

[57]۔ایضاً

Ibid

[58]۔البدائع،کتاب الحدود،ج:5،ص:486

Al Badā,´, Kitāb al Ḥudūd, Vol:5, P:486

[59]۔النساء:24/4

Al Nisā,, Al Āyah: 24

[60]۔النساء:25/4

Al Nisā,, Al Āyah: 25

[61]۔النور:4/24

Al Nūr, Al Āyah: 4

[62]۔تعزیرات اسلام:ج:1،ص:13

Ta´zīrāt Islām, Vol:1, P:13

[63]۔ایضاً:ج:1،ص:35

Ibid, Vol:1, P:35